

حکومت حاصل کرنے کے لیے مذہبی جماعتیں
کہاں غلطی کرتی ہیں

تفصیل ڈسکرپشن میں

حصہ دوم

alfitan.com

حکومت حاصل کرنے کے لیے مذہبی جماعتیں کہاں غلطی کرتی ہیں

حکومت حاصل کرنے کے لیے مذہبی جماعتیں
کہاں غلطی کرتی ہیں

تفصیل ڈسکرپشن میں

حصہ دوم

alfitan.com

4- اقتدار چھیننا

جن دینی تحریکوں پر اقتدار کا نشہ سوار ہو گیا وہ
پہلے سے برسراقتدار حکومتوں کو برطرف کرنے کا ختم

کرنے کے آرزو مند رہتی ہیں اور موقع کی تلاش میں رہتی ہیں کہ ان سے اقتدار چھینا جائے اس کے لیے وہ برسرِ اقتدار پارٹیوں کے کمزور پہلو تلاش کر کے ان کے خلاف عوام کو بھڑکاتی ہیں یہاں یہ بتانا مقصود نہیں ہے کہ برسرِ اقتدار پارٹیوں میں کمزوریاں نہیں ہوتیں، یہاں تو یہ بتانا ہے کہ آیا شریعت میں اس بات کا جواز ہے کہ برسرِ اقتدار مسلمان حکمرانوں سے ان کا اقتدار بزور اور زبردستی چھینا جائے جو لوگ دین نہیں جانتے ان کی بات تو علیحدہ ہے دین داری کے دعوے داروں اور ملک میں اسلام کو رائج کرنے کا ادعا رکھنے والوں کو اس کی کوئی دلیل تو مہیا کرنی چاہئے وہ ایسی کوئی آیت یا حدیث تو لائیں جس میں مسلم حکمرانوں سے اقتدار چھیننے کی تعلیم ہو ان کے سامنے یہ بات نہیں کہ فرعون کے ہاتھوں ظلم میں پسند والے بنی اسرائیل کو فرعون سے اقتدار چھیننے کے بجائے اس کا علاقہ چھوڑنے کا حکم ہوا

انہی تحریکوں کے پروردگار ایک شخص سے راقم کی بات ہوئی تو اس نے واضح طور پر یہ کہہ دیا کہ اللہ نے نہیں فرمایا کہ ظالموں سے اقتدار چھینو میں نے کہا یہ کس آیت کا ترجمہ ہے؟ تو وہ صاحب ادھر ادھر دیکھنے لگے اگر کوئی یہ دلیل پیش کرے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُوَدُّوا
الَّذِينَ آمَنُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے
اہل کے سپرد کرو

(النساء : 4)

لہذا ہمیں نااہل لوگوں سے چھین کر حکومت اس کے
اہل کے سپرد کرنی چاہئے تو یہاں دو باتیں عرض
ہیں کہ حکومت چھیننے کا یہاں ذکر نہیں ہے، دوسرے یہ
کہ جو خود اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کرتا ہے
شریعت کی نگاہ میں وہ خود ہی نااہل ہے نبی کریم

نہ ایسی ہی ایک شخص کو نا اہل قرار دیا تھا
حوالہ آرہا ہے

5- حصولِ اقتدار کا قرآن مجید میں کوئی حکم ہے؟

قرآن مجید اپنی مانند والوں کو جن جن احکامات پر چلنے یا جن باتوں سے رکنہ کا حکم دیتا ہے اور بندوں سے جو کچھ مطلوب ہے اسے صراحت سے یا اشاروں سے سمجھا دیتا ہے مگر ایک طالب علم کی حیثیت سے یہ بات لکھتا ہے کہ حصولِ اقتدار کا حکم نہ صراحتاً مجھے ملا ہے اور نہ اشارتاً اگر حصولِ اقتدار اتنا ہی اہم فریضہ ہوتا، جیسا کہ بعض جماعتوں نے سمجھ رکھا ہے، تو قرآن مجید میں اسکا حکم ہونا چاہیے تھا کہ اقتدار حاصل کرو

قرآن مجید میں ایسی وضاحتیں تو موجود ہیں کہ ”جنہیں ہم زمین میں اقتدار دیتے ہیں تو وہ تراز قائم کرتے ہیں، زکا کے نظام قائم کرتے ہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے ہیں“

(الحج : 41)

اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس اللہ اپنی خوشنودی سے اقتدار نصیب فرمائے، ان کی یہ خصوصیات اور ذمہ داریاں ہوتی ہیں خوشنودی کا لفظ یہاں اس لیے استعمال کیا کہ فرعون، ہامان، نمرود کو بھی اقتدار اللہ نے دیا تھا اور آج کے کافروں کو بھی دیتا ہے مگر اس میں اسکی رضا شامل نہ ہے ہوتی

زیادہ سے زیادہ ایسی تحریکوں کے پاس ایک یہ آیت اپنی موضوع پر موجود ہے کہ:

وَلْيَتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ

وَيَذَهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ

”تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو خیر کی طرف دعوت دے، نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے“

(آل عمران : 104)

یہاں ”ام“ کا لفظ آیا ہے جس کے معنی لوگوں کے بھی ہیں۔ اگر جماعت مراد ہو بھی تو نبی کریم کو ایک علیحدہ جماعت بنا کر اس کا ایک علیحدہ امیر مقرر کر دینا چاہئے تھا جیسا کہ آج یہ لوگ سمجھتے ہیں۔ تیسری جماعت اور حکومت دو علیحدہ علیحدہ اصطلاحیں ہیں۔ جماعت کا ہونا اور بات بات اور حکومت کا اختیار اور بات بات امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے حکومت ضروری نہیں۔ ہر کوئی اپنی سطح پر یہ فریضہ انجام دے سکتا ہے۔ اگر یہ فریضہ حکومت ملنے کے بعد ہی ادا ہونا ہوتا تو قرآن مجید میں پہلے حکومت کے حصول کا ذکر ہوتا۔ اسی طرح جو جماعتیں اس آیت سے استدلال کرتی ہیں ان کے پاس حکومت نہیں ہے اور وہ اپنے طور پر یہ دعویٰ رکھتے ہیں کہ وہ اس فریضہ کو بڑا اچھا انداز سے نبھا رہے ہیں۔

اسی طرح ایسے لوگوں کی زبانوں پر علامہ اقبال کا ایک شعر بھی گردش کرتا ہے:

جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو--جدا ہودیں سیاست سے رہ جائیں چنگیزی

اور اس شعر کو وہ ایک شرعی حکم سمجھ کر اپنا سیاسی کردار ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ دراصل یہ شعر تو نظام حکومت اور سیاست سے دین کو الگ رکھنے کی روش کی مذمت میں ہے۔ کہ دین کو الگ رکھنے سے ہر نظام ظلم و ستم اور فساد سے عبارت ہوتا ہے جبکہ قرآن و سنت اور ہماری سنہری تاریخ

سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی سیاست کا آغاز اقتدار ملنے کے بعد ہوتا ہے حصول اقتدار کے لیے نہیں اور ہماری بات اقتدار کے حصول کے متعلق چل رہی ہے جسے اللہ اقتدار دے دے اسے کیا کرنا چاہیے یہ ایک علیحدہ موضوع ہے

اگر قرآن مجید میں یا حدیث نبوی میں حکومت اور اقتدار حاصل کرنے کا مسلمانوں کو کوئی حکم دیا گیا ہے تو ازراہ کرم میں بھی اس سے آگاہ کیا جائے تاکہ اپنے محترم قارئین تک ان نصوص کو پہنچایا جائے اور ان پر عمل درآمد ہو حدیث میں تو عامل یا گورنر مقرر کرنے کی حد تک بھی کسی کی ذاتی چاہت یا شوق کو پسند نہیں کیا گیا ہے چاہے کسی کی چاہت کے مطابق اسے کسی ملک کا اقتدار سونپ دیا جائے واضح حدیث ہے:

“لن نستعمل علی عملنا من ارادہ”

“میں اپنے امور پر اسے ہرگز عامل مقرر نہیں کرتا جو اس کا ارادہ رکھتا ہے”

(صحیح مسلم : 1733)

دوسری حدیث میں ہے:

**“انا واللہ لانولی علی عملنا ہذا أحداً سألہ
أو حرص علیہ”**

“اللہ کی قسم! ہر شخص ہم اسے اس کارِ حکومت پر کسی کو مقرر نہیں کرتا جو اس کا مطالبہ کرتا ہے اور اس کو بھی نہیں اس کی حرص رکھتا ہے”

(صحیح مسلم : 1733)

ایک اور حدیث میں فرمایا:

**“فا نک ان اعطیتھا عن مسالہ وکلت الیھا ون
اعطیتھا عن غیر مسالہ اعنت علیھا”**

” بے شک اگر تم یہی یہ امارت تمہارے مطالبے پر دی گئی تو تمہیں اسی کے سپرد کر دیا جائے گا اور اگر یہ امارت تمہارے مطالبے کے بغیر تمہیں دی گئی تو اس پر (اللہ کی طرف سے) تمہاری مدد بھی کی جائے گی“

(صحیح مسلم : 1823)

6- حصول اقتدار کے ننگامی طریقے

اس طبقے اور پہلے طبقے میں فرق یہ ہے کہ یہ طبقے مسلمان حکمرانوں کو کافر قرار دیتا ہے جبکہ پہلا طبقہ انہیں ظالم ، فاسق اور نااہل تو قرار دیتا ہے مگر کافر نہیں دوسرا فرق یہ ہے کہ یہ طبقے اس نظام کو ناجائز سمجھتا ہے جس سے حکومت حاصل کی جائے ، اس لیے وہ کسی اور طریقے سے حکومت حاصل کرنا چاہتا ہے جبکہ پہلا طبقہ نظام جمہوریت کو درست سمجھتا ہے اور اسی کے تحت حکومت کا متمنی ہے مگر پہلا طبقہ کی طرح اس دوسرے طبقے کا منہج اور طریقہ حصول اقتدار شرعی طور پر محل نظر ہے اور گزشتہ صفحات میں کی گئی وضاحتیں اس کے لیے کافی ہیں مگر ایک مزید خامی جو اس طبقے کے اندر ہے وہ ہے اپنے اقتدار کے لئے بہت سے مسلمانوں اور بلاد اسلامیہ کو فتنہ و فساد سے دوچار کرنا ، وہاں کے باسیوں کے قتل عام کو روا سمجھنا ، ان پر حملے کرنا ، حکومتوں کو نشانہ بنانا یہ شریعت اسلامیہ میں بجائے خود ایک بہت بڑا جرم ہے

اپنی سرگرمیوں اور کارروائیوں کے لیے اس طبقے کا دامن بھی شرعی دلائل سے یکسر خالی ہے پہلا طبقے کی طرح انہیں بھی حصول اقتدار کی منزل درک ہے ، اس سفر میں خواہ ہزاروں انسانوں کا خون ان کے سر آئے اور بلاد اسلامیہ شرفساد کی آماجگاہ بنیں یہ پھر وہ فساد اور فسادوں کے متعلق قرآن مجید کے تبصرے سے یکسر ناہل نظر آتے ہیں اقتدار میں آنے کے بعد ان سے کیا توقع ہوسکتی ہے؟

7- کیا پھر مسلمانوں کو اجتماعی یا انفرادی سطح پر

ایسی کوئی کوشش کرنی چاہئے؟

اگر پہلے طبقہ کے اقتدار کی چاہت اور اس کے حصول کا طریقہ بھی درست نہیے اور دوسرے طبقہ کا بھی درست نہیے کیا موجودہ مسلمانوں کو اس کے لیے کوئی کردار ادا نہیے کرنا چاہئے؟ تیسرے طبقہ کی طرح بس اپنے اپنے دائرے میں مصروف رہنا چاہئے نہیے ،

مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ دین پر عمل ، دین کو غالب کرنے کی کوشش کریں، اور ہر مرحلے اور میدان میں اور نظریے اور سوچ اور فکر میں اطاعت الہی اور اطاعت رسول کو اپنا شعار بنائیں اور اپنی اپنی سطح تک اس کی تنفیذ کی کوشش کریں۔ اس طرح ایک صالح معاشرہ قائم ہوگا اور پھر اللہ جسے چاہے گا اقتدار کی ذمہ داری سونپ دے گا۔ نبی کریم نے بھی مکہ مکرمہ میں حکومت کی پیش کش کو ٹھکرایا تھا اور ساری توجہ لوگوں کے ذہن بدلنے پر دی تھی بالآخر بڑے ہی غیر محسوس انداز سے اللہ نے اہل ایمان کو مدینہ منورہ کے اقتدار سے نوازا اور رفتہ رفتہ یہ پھیلتا ہی چلا گیا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار اقتدار دینے کو اپنے ذمہ لیا ہے۔

موجودہ اکثر مسلمانوں سے یہ کام ہوتا ہے نہیے یہ مستقل نوعیت کے کام ہیں۔ اس راہ میں مسلکوں اور جماعتوں کے بت پاش پاش ہوتے ہیں، کریٹ جماعتوں کے بجائے اسلام کو جاتا ہے اس لیے ہم ایسا کرنے کے لیے تیار نہیے کیونکہ

الا ماشاء اللہ سب مسلمان ہی اپنی اپنی جماعت کو ترقی دینے میں مگن ہیں اور جس نے جس تحریک میں آنکھ کھولی ہے اور پرورش پائی ہے وہ اس کے نظریات سے سر مو انحراف کرنے پر آمادہ نہیے ہے اور اسلام ایک طرف کھڑا نظر آ رہا ہے۔

یہاں ایک اور سوال سر اٹھا رہا ہے کہ کیا اسلام نے حکومت سازی کے اتنے اہم مسئلے پر روشنی نہیے والی

؟

اسکا جواب آئندے مضمون میں دیا جائے گا (ان شا
ء اللہ)